Lesson 6: Al-Kahf (Ayaat 83-99): Day 26 سُوۡرَۃُ الکھف کی تفسیر

ذوالقرنین کا کردار اور اس قصے سے ملنے والی عمل کی باتیں۔

1۔ ذوالقرنین کا کردار ہر دور میں ہی سوالیہ نشان بنا رہا۔ سارے لوگ کہتے تھے کہ شاہ سکندر اعظم ہی ذوالقرنین ہیں لیکن ان کی شخصیت میں اور ان کے کردار میں بہت فرق ہے۔

2۔ موجودہ دور کی ریسرچ کے مطابق ذوالقرنین قدیم ایران کے بادشاہ، سائرس کا لقب تھا۔

3۔ یہ تب کی بات ہے جب ایران میں دو الگ الگ خود مختار ریاستیں تھیں۔ ایک کا نام پارس تھا جس سے لفظ فارس بنا اور کچھ لوگ فارسی کے نام سے بھی مشہور ہوتے ہیں۔

4۔ اور دوسرے کا نام مادا تھا۔ سائرس نے ان دونوں مملکتوں کو ملا کر ایک ملک بنا دیا تھا۔ یہاں سے پھر سلطنت ایران کے سنہری دور کا آغاز ہوا اور پھر یہ دو مملکتوں کے حکمران بنے تو علامت کے طور پر اپنے تاج میں دو سینگ لگاتے تھے۔ اسی سے ان کا نام ذوالقرنین پڑ گیا یعنی "دو سینگوں" والا۔

یہ سب مکمل تفصیلات مولانا ابو الکلام آزاد کی تفسیر "ترجمان القرآن" کے اندر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شہنشاہ ایران، رضا خان پہلوی کے دور میں ایک کھدائی کے دوران یہ ساری معلومات ملی تھیں۔ اور اس کھدائی کے دوران اس عظیم فاتح بادشاہ کا ایک مجسمہ بھی دریافت ہوا تھا اور وہاں ایک مقبرہ بھی تھا۔ اس کھدائی سے ملنے والی معلومات کی بنیاد پر رضا خان پہلوی نے اس کی ڈھائی ہزار سالہ برسی منانے کا خصوصی اہتمام کیا تھا۔ دریافت شدہ مجسمے کے سر پر جو تاج تھا اس میں دو سینگ بھی موجود

تھے جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایران کا یہی بادشاہ سائرس تھا، جو تاریخ میں ذوالقرنین کے لقب سے معروف ہوا۔

یہود کو ذوالقرنین کے کردار میں دلچسپی۔

جب بنی اسرائیل کی تاریخ کو دیکھا جائے 87 قبلِ مسیح، یعنی حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اٹھائے جانے یا آنے سے 87 سال پہلے کا جو دور تھا، عراق کے بادشاہ بخت نصر نے فلسطین پر حملہ کیا۔ یروشلم کو تباہ کر دیا۔ شہر کی اکثریت کو تہس نہس کر دیا۔ زندہ بچ جانے والوں کو اپنی فوج کے ساتھ بابل لے گیا،

جہاں یہ لوگ تقریباً ڈیڑھ سو سال قیدیوں کی حالت میں رہے۔ ادھر جب ایران کے بادشاہ نے ایران کو متحد کر کے اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کیا، تو سب سے پہلے عراق کو فتح کیا۔ مشرق وسطیٰ کے موجودہ نقشے کو اگر ذہن میں رکھیں تو فلسطین، اسرائیل، اردن اور اُردن کے مشرقی اور مغربی دونوں کنارے اور لبنان، ان تمام ممالک پر مشتمل ممالک کو اُس زمانے میں شام عرب یا شام اور مشرق میں واقع علاقے کو عراق عرب یا عراق کہا جاتا تھا۔ اس وقت عراق کے مزید مشرق میں ایران واقع تھا۔ عراق پر قبضہ کرنے کے بعد ذوالقرنین نے بابل میں موجود قید یہودیوں کو آزاد کر دیا اور ان کو اجازت دے دی کہ اپنے ملک میں جا کر اپنے تباہ شدہ شہر یروشلم کو دوبارہ آباد کر لیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام کی قیادت میں یہودیوں کا قافلہ واپس یروشلم آیا۔ انہوں نے اپنے شہر کو پھر سے آباد کیا اور ہیکل سلیمانی کو نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اسی پس منظر سے یہودی ذوالقرنین کو اپنا محسن سمجھتے ہیں اور اسی لئے انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا۔

انکی تین مہمات جن کا ہم نے ذکر کیا اُس سے ہمیں ان کے بارے میں پتا چلتا ہے۔ اُس دور میں دنیا اتنی پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی عمر میں ذوالقرنین ایک چھوٹی سی مملکت کے شہزادے تھے۔ ان کے اپنے ملک میں کچھ ایسے حالات ہوئے کہ کچھ لوگ ان کی جان کے درپے ہو گئے اور یہی چیز امام بخاری میں بھی دیکھتے ہیں اور باقی لوگوں میں بھی یہی چیز نظر آتی ہے کہ جہاں کسی کے اندر کوئی خوبی ہوتی ہے تو وہاں حسد بھی ہو گا۔

ایک روایت کا خلاصہ بھی ہے کہ ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے اور جتنی بڑی نعمت ہو گی اُتنے آپ کے حاسد زیادہ ہوں گے اور حاسد دُور کے نہیں بلکہ قریب کے لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح سے وہاں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور کچھ عرصہ صحرا میں روپوش رہے۔ قرآن میں قصہ ذوالقرنین میں ان سارے حالات کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ لیکن اس کا انجام قرآن نے دکھا دیا۔

ان کے حالات کو اگر سامنے رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان کو مانجھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو مختلف مراحل سے گزارتا ہے۔ صحرا میں روپوش رہے۔ لوگ ان کی جان کے دشمن ہو گئے۔ شروع میں چھوٹے سے ملک کے شہزادے، لیکن ہوتے ہوتے وہاں سے چلے گئے۔ بظاہر تو یہ سب بُرا ہی لگ رہا ہے لیکن جیسے پیچھے پڑھا کہ ضروری نہیں کہ ایک چیز تمہیں بُری لگ رہی ہو اور وہ بُری ہو۔ جب وہ صحرا میں چھپے ہوئے تھے تو اسی دوران اس کو کسی نبی کی تعلیمات پہنچیں۔ اللہ نے ان کے لیے خیر کا ذریعہ بنا دیا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ 'زرتشت' ہی اللہ کے نبی ہوں اور انہی کی تعلیمات سے انہوں نے فائدہ حاصل کیا ہو، بحر حال قرآن نے جو ذوالقرنین کا کردار پیش کیا ہے وہ ایک نیک اور صالح بندہ مومن کا کردار

ہے۔ اور اس کردار کی خصوصیت اُس زمانے کے اعتبار سے کسی اور فاتح اور حکمران پر منسلک نہیں ہوتی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مشکل مراحل سے گزار کر یہاں رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے پناہ صلاحیت دی۔ انہوں نے اپنی زندگی کیسے شروع کی۔ بہت سارے لوگ اپنی ناسمجھی میں کہتے ہیں کہ یہ سیلف میڈ انسان تھے۔ یہ جملہ اگر کسی کے لیے بولتے ہیں تو کبھی نہ بولیں۔ ہم سیلف میڈ نہیں اللہ میڈ ہیں۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی توفیق سے انہوں نے اپنی محنت اور لگن سے یہ مقام حاصل کیا۔

ذوالقرنین کی شخصیت۔

ذوالقرنین کے حالات میں ماں باپ، کسی اچھے اسکول، یونیورسٹی کا ذکر نہیں ملتا۔ کس چیز نے ذوالقرنین کو ایک عام درجے کے شہزادے سے عادل بادشاہ کے درجے میں ڈھالا، کسی نبی کی تعلیمات نے۔ یہ اصل میں مذہبی علم کی طاقت ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہمارے بچے اگر دنیاوی تعلیم کم اور دینی تعلیم زیادہ لیں گے تو دنیا کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے تو یہ اُس کی عملی مثال ہے۔ ان کی زندگی کے حالات اتنے خوبصورت تو نہیں تھے کہ یہ دین کا کوئی کام کریں، تو پھر ہمیں اپنے حالات کا گلہ نہیں کرنا چاہیے۔ بہانے اور عذر بنانے کے بجائے توفیق مانگنے کی ضرورت ہے۔ جب ڈائمنڈ پہاڑ سے نکلتا ہے تو کاربن کی طرح کالا ہوتا ہے۔ پریشر، شدت اور اس کے بعد جوہری کے وہ ہتھیار جو اس کو تراشتے ہیں، اس کے ساتھ ڈائمنڈ بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اس میں چمک آجاتی ہے۔ اسی طرح بہت سارے لوگوں کے اندر پوٹینشل ہوتا ہے لیکن یہ نہیں پتہ ہوتا کہ ہم کیا کرسکتے ہیں، کیا نہیں کرسکتے۔

خلاصہ۔

اس چیز کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ انسان تقدیر سے لڑ نہیں سکتا، بدل نہیں سکتا۔ بس ایک ہی کام کرنا ہے ہم سب نے کہ اس تقدیر کو قبول کرنا ہے۔ بعض دفعہ انسان کی زندگی کے فیصلے اپنی خواہش کے مطابق نہیں ہوتے۔ کامیاب وہی ہے جو رب کی چاہی ہوئی چیز کو اپنی چاہت بنالے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو دل کی خوشی سے قبول کرنے والوں کو حکمت ملتی ہے۔ حکمت کا سر اللہ کے فیصلوں کے آگے اپنے سر کو جھکانا ہی ہے۔

زبان سے کوئی بھی شکوہ نہیں کرتا، بس دل سے شکوے کرتے رہتے ہیں اور کڑھتے رہتے ہیں۔ اپنے حالات کو اللہ کے آگے ڈال کر کہیئے کہ اے اللہ میں تیری رضا پر خوش ہوں۔

جتنا زیادہ اللہ کی دی ہوئی سکلز پہ راضی رہیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو پہلے سے بھی زیادہ دے گا۔

ذوالقرنین کے بارے میں آخری بات۔

1۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو صلاحیتیں دیں، اس نے ان کو لوگوں کے نفع کے لئے لگا دیا۔ ان کی تینوں مہمات میں لوگوں کے لئے مختلف فائدے تھے۔ کہیں دیوار بنا رہے ہیں، کہیں لوگوں کو فتنے یاجوج ماجوج سے محفوظ کر رہے ہیں۔ آج اللہ نے لوگوں کو پچھلے ادوار سے زیادہ وسائل دیئے ہیں لیکن لوگ انکا غلط استعمال کرتے ہیں۔ آج ہمارے دور کی معروف اصطلاح ہے "سُپر پاور"، اسکو بھی کاٹ دیں۔ یا پھر یہ مانیں کہ ہر سُپر پاور کے اوپر ایک سُپریم پاور ہے۔

آج دنیا کے دو بڑے حصے ہیں۔ 1۔ تھرڈ ورلڈ۔۔2۔ ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملک

آج کچھ ممالک کسی ترقی پذیر ملک میں کچھ پراجیکٹس شروع کرتے ہیں اور اس کی آڑ میں وہاں

کی مین پاور اور دوسری مصنوعات کو اپنے نام لگوا لیتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ممالک مزید انکے غلام بن جاتے ہیں۔ وہاں اپنی منڈیاں بنا لیتے ہیں اور غریب ممالک کو چُپ کروا دیتے ہیں۔

کہیں اپنی افواج بھیج کے قبضے کر لیتے ہیں۔

تو یہاں سیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی سِکلز دی ہیں، صلاحتیں، خوبیاں وسائل دیئے ہیں۔ معاشرتی، ملکی لیول پہ تو اس کو انسانیت کے لیے عام کر دیں۔ اس لئے کہ جب اس کو آپ عام کریں گے تو انسانیت خوش ہو گی۔

3۔ اتنی سہولیات اور اتنے ریسورسز کے باوجود آج دنیا کی جنگ ختم کیوں نہیں ہوتی اس لئے کہ نیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ اسی لئے تو آج پوری دنیا کے ممالک چند لوگوں کے ہاتھوں غلام بنے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے آج قومی طور پر غلامی بہت زیادہ ہے۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں تک دین کی روشنی پھیلا دیں۔

4۔ جس تعلیم نے ذوالقرنین کو دوسروں کے لئے نفع مند بنایا، آج آپ وہ چیز عام کر دیں۔

5۔ اور آخری بات یہ ہے کہ آپ اپنے اسباب کا بہترین استعمال کریں۔ اور اسباب کو استعمال کرنے کے لئے کوشش کرنا بھی نیکی ہے۔ فی سبیل اللہ یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص تلوار لے کے کھڑا ہو جائے۔ فی سبیل اللہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنا مال اللہ کے راستوں میں خرچ کرتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اپنی سکلز سے بہترین فائدہ اٹھانے والا بنا دے۔ آمین

یاجوج اور ماجوج کا خُروج۔

اس کے بعد اگلی علامت جو قیامت میں سے ہے وہ ہے یاجوج اور ماجوج کا خروج۔ ابتدا میں یاجوج اور ماجوج اپنے علاقے میں فساد برپا کرتے رہتے تھے۔ وہاں پر لوگوں کی خواہش پر ذوالقرنین نے ایک بہت بڑا بند تعمیر کر کے ان کو قید کر دیا۔ اس کی دلیل صورت کہف آیت نمبر 93 سے آیت نمبر 97 تک میں آتا ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ یہاں تک کہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا تو دیکھا کہ ان کے اس طرف کچھ لوگ ہیں کہ بات کو سمجھ نہیں سکتے۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ ان لوگوں نے کہا ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں بھلا ہم آپ کے لئے خرچ (کا انتظام) کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۙ﴿۹۵﴾

ذوالقرنین نے کہا کہ خرچ کا جو مقدور خدا نے مجھے بخشا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنا دوں گا۔

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۭ﴿۹۶﴾ مجھے لوہے کی چادریں لا کر دو" آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیانی خلا کو اس نے پاٹ

دیا تو لوگوں سے کہا کہ اب آگ دہکاؤ حتیٰ کہ جب (یہ آہنی دیوار) بالکل آگ کی طرح سُرخ ہو گئی تو اس نے کہا "لاؤ، اب میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیلوں گا"

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ یہ بند ایسا تھا کہ یاجوج وماجوج اس پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور اس میں نقب لگانا ان کے لیے اور بھی مشکل تھا۔

یاجوج ماجوج بنیادی طور پر ایک قوم گزری ہے، انکی نسلیں بڑی ہیں۔ لیکن ذوالقرنین جیسے ایک ریسورس فل شخص سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایک بہت بڑے فتنے سے نجات دی۔ تو اس سے پتہ چلا کہ جو مین پاور ریسورسز ہوتے ہیں اس سے لوگوں کی فلاح کے لیے کام کرنے چاہئیں۔ دوسری بات یہ کہ اس نے لوگوں سے پیسے امداد طلب نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ بس تم میری صرف اپنی جان سے مدد کرو۔ پتہ چلا کہ انسان کو ہمیشہ دین کے کام میں مال کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ لوگوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مال ہو اور لوگ نہ ہوں تو اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ دیوار کا بننا بہت بڑا کام تھا۔ قیامت کے قریب جب یاجوج ماجوج کو نکالا جائے گا تو پوری دنیا پر ایک دم سے کود پڑیں گے۔ اس کی دلیل، سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 96، 97، میں ہے حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں گے اور ہر بلندی سے وہ نکل پڑیں گے۔

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اور وعدہ برحق کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا تو یکا یک اُن لوگوں کے دیدے

پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا تھا کہیں گے "ہائے ہماری کم بختی، ہم اِس چیز کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے، بلکہ ہم خطاکار تھے۔

تو گویا کہ قیامت سے پہلے یہ دیوار ٹوٹے گی۔ یاجوج ماجوج ایک دیوار کے پیچھے قید ہیں۔ نکلنے کے لئے وہ صبح سے شام تک اس کو کھودتے رہتے ہیں لیکن جب دوسرے دن آکر دیکھتے ہیں تو دیوار اپنی اصلی حالت پر قائم ہوتی ہے۔ جس روز وہ شام کو ان شاء اللہ کہہ کر گھروں کو لوٹیں گے اس سے اگلے روز وہ دیوار میں نقب لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یاجوج ماجوج گردن کی بیماری میں مریں گے۔ یاجوج ماجوج تعداد میں اتنے زیادہ ہوں گے کہ مرنے کے بعد ان کی لاشیں جانور اور مویشی کھا کھا کر خوب موٹے تازہ ہو جائیں گے۔

حدیث۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا؛ یاجوج ماجوج ہر روز دیوار کھودتے ہیں۔ جب وہ اتنی کھودلیتے ہیں کہ سورج کی شعاع نظر آجائیں تو ان کا بادشاہ کہتا ہے کہ اب واپس چلو باقی کل کھودیں گے۔ چنانچہ وہ لوٹ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس دیوار کو واپس اصلی حالت پر لوٹا دیتے ہیں۔ جب ان کی قید کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کو لوگوں پر ظاہر کر دینا چاہیں گے، تو وہ دیوار کھودیں گے، حتیٰ کہ ان کو سورج کی شعاعیں نظر آنے لگیں گی۔ ان کا بادشاہ ان سے کہے گا اب چلیں واپس باقی ان شاء اللہ کل کھودیں گے۔ جب وہ انشاء اللہ کہیں گے تب وہ اگلے روز پلٹیں گے، تو دیوار کو اسی حالت پر پائیں گے جس پر انہوں نے چھوڑا تھا۔ پھر کھدائی شروع کریں گے، پھر باہر نکل آئیں گے۔ پانی ختم کر دیں گے۔ لوگ اپنے اپنے قلعوں میں پناہ لے لیں گے یعنی جو باہر ہو گا وہ نہیں بچے گا۔ پھر وہ

اپنے نیزے آسمان کی طرف پھینکیں گے، وہ خون آلود ہو کر زمین پر گریں گے، یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے زمین والوں پر بھی غلبہ حاصل کر لیا اور آسمان والوں کو بھی مغلوب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا فرمادے گا جن کی وجہ سے وہ سب مر جائیں گے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، زمین کے جانور اور مویشی ان کی لاشوں کا گوشت اور چربی کھا کھا کر خوب موٹے تازہ ہو جائیں گے (ابن ماجہ)

ایک موقع پر صحابہ کرام نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا؛ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ اپنی اولاد کو چنو، یعنی اس میں سے جنتی اور جہنمی چھانٹو۔ حضرت آدم علیہ السلام پوچھیں گے اللہ تعالیٰ کس حساب سے؛ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نوسوننانوے جہنم میں اور ایک جنتی ہے۔ اس بات کو سن کر صحابہ کرام اتنا گھبرائے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا پڑا کہ غم نہ کرو اس تعداد میں یاجوج اور ماجوج بھی آئیں گے۔

اور ان کے ذریعے جو زمین میں فساد ہو گا اس وقت وہ ایک آزمائش ہو گی۔ یہ بیکٹیریا، یا جراثیم نہیں بلکہ آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہوں گے ۔

اس سے پہلے ہم نے ایک سبق دجال کے بارے میں پڑھا کہ وہ بھی اس وقت دنیا میں قید ہے۔ آج کے سبق میں پتہ چلا کہ یہ یاجوج ماجوج موجود بھی ہیں، تو ہمارے ارد گرد کتنے فتنے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سارے فتنوں سے بچایا ہوا ہے۔ لہذا یہ دنیا ایک ایکسیڈنٹ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کو پڑھتے وقت کبھی بھی دل میں یہ شک نہ لائیں کہ یہ کیسے ہو گا، بلکہ یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا۔ دجال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

عہد خلافت میں ہی یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو بڑے فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا

ایک دجال کا اور دوسرا یاجوج ماجوج کا

یاجوج ماجوج کی تعداد اتنی زیادہ ہو گی کہ اس کی نصف تعداد بحیرۂ طبریہ کا سارا پانی پی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جائیں گے۔ اس دوران یاجوج ماجوج باقی لوگوں کو قتل کرڈالیں گے۔ پہلے زمین کو قتل کرنے کے بعد وہ اپنے تیر آسمانوں کی طرف پھینکیں گے۔ تیر خون آلود زمین پر گریں گے، تو یاجود ماجود کہیں گے کہ انہوں نے آسمانی مخلوق کو بھی قتل کر دیا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک جنگجو قسم کی قوم ہے۔

حضرت نماز بن زمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسی علیہ السلام پر وحی نازل کرے گا۔ میں نے اپنے ایسے بندے نکالنے ہیں کہ ان سے لڑنے میں کسی کی طاقت نہیں۔ آپ میرے مسلمان بندوں کو کوہِ طور کی پناہ میں لے جائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا، تو وہ ہر اونچائی سے نکل بھاگیں گے۔ ان کا پہلا حصہ جب بحیرۂ طبریہ سے گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا۔ جب ان کا آخری حصہ بحیرۂ طبریہ پر پہنچے گا تو کہے گا کبھی اس سمندر میں پانی تھا ہی نہیں۔

یعنی پورا سمندر پی جائیں گے۔ شروع کے لوگ پی لیں گے، بعد کے لوگوں کے لئے نہیں بچے گا اور آگے چل کر وہ اس پہاڑ پر پہنچ جائیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے اور وہ پہاڑ بیت المقدس کے قریب ہے۔ اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا، آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل

کریں۔ چنانچہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکے گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلودہ زمین کی طرف لوٹائیں گے اور وہ سمجھ لیں گے کہ ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر دیا۔

اس سے پتہ چلا کہ بُرے سے بُرے انسان کے دل میں بھی جو کچھ ہو تا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے چلو پورا کرلو۔ اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑ تا کہ وہ یہ کام کر پاتے ہیں یا نہیں۔ اگر اچھے کام کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ وہ کام کروا دیتا ہے۔ کبھی ایسا ہو تا ہے کہ ہم نیکی کی نیت کرتے ہیں، اسباب بالکل بھی نہیں ہوتے لیکن اللہ کروا دیتا ہے۔

اور آپ کام کا ارادہ کر لیتے ہیں اور نیت کرتے ہیں تو کروا دیتا ہے انسان جو بھی نیت کرے اللہ اس کو کروا دیتا ہے۔ یہ اللہ کا غنی ہونا ہے کہ انسان جو بھی نیت کرے اللہ اُسکے لیے آسان کر دیتا ہے۔

لہٰذا ان کا دعویٰ کہ آسمان والوں کو ماریں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو خوش کرنے کے لئے ان کے تیر خون آلودہ کرکے بھیجیں گے۔ ان کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھی کوہِ طور پر محفوظ ہوں گے اور ان کا سامان خورد ونوش ختم ہو گا۔ حتیٰ کہ ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر ہو گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اس فتنے سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر ایک عذاب بھیجے گا۔ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا۔ جس سے وہ سارے کے سارے ایک دم مر جائیں گے، جس طرح ایک آدمی مرتا ہے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہِ طور سے واپس تشریف لے آئیں گے۔ لیکن زمین پر ایک بالشت بھر جگہ بھی یاجوج ماجوج کی لاشوں سے خالی نہیں پائیں گے۔ یعنی پوری زمین پر گندگی ہو گی، اس سے بدبو اٹھ رہی ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب پھر اللہ تعالیٰ سے

رجوع فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہو گی اور پھر وہ پرندے ان لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ کا حکم ہو گا وہاں لے جاکر پھینک دیں گے۔ اللہ انسانوں کے بجائے جانوروں سے بھی اپنے کام لے لیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسے بارش برسائیں گے جو ہر گھر اور ہر خیمے تک پہنچے گی اور زمین کو دھو ڈالے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک باغ کی مانند بدبو سے پاک اور صاف کر دے گا (رواہ مسلم)

اس حدیث میں دوبار طبریہ کی جھیل کا ذکر ہوا۔ تو شام کے سرحدی شہر فی کے مغرب کی جانب چند فاصلے پر ایک بہت بڑی جھیل ہے، جسے طبریہ کہا جاتا ہے اسی جھیل سے دریائے اُردن نکلتا ہے۔

یاجوج ماجوج کا فتنہ بہت تباہ کن فتنہ ہو گا۔

زینب بنت جحش کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے۔ تو آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا آپ نے فرمایا اللہ الہ الا اللہ، ہلاکت ہے عربوں کے لیے، یہ ایسے فتنے کی وجہ سے جو قریب آ گیا۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر دکھائے۔ حضرت زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نیک لوگوں کی موجودگی میں ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت ہلاک ہوں گے جب برائی عام ہو گی (ابن ماجہ)

وہ جو اتنا چھوٹا سا سوراخ اللہ کے نبی نے بتایا تھا۔ یہ دنیا میں سارے فتنے اسی سوراخ سے آ رہے ہیں۔

جس دن پوری دیوار ٹوٹ جائے گی اس دن کیا ہو گا؟

یاجوج ماجوج کا فتنہ یہ ہو گا کہ وہ نکلتے ہی قتل و غارت شروع کر دیں گے۔ روئے زمین پہ اپنے علاوہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر اللہ کے سامنے حاضر ہو جائیں گے اور بچ جائیں گے۔

یاجوج ماجوج اولادِ آدم سے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج ماجوج اولادِ آدم سے ہیں۔ اگر وہ آبادیوں میں بھیج دیے جاتے تو انسانوں کی زندگی اور معیشتِ اسباب کو برباد کر دیتے۔(طبرانی)

یاجوج ماجوج کہاں سے آئے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ حام، سام، اور یافث۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث سے دو بیٹے یاجوج اور ماجوج پیدا ہوئے، جن کی نسل یاجوج ماجوج کہلاتی ہے۔ بعض لوگوں نے تاتاریوں کو یاجوج ماجوج کہا۔

قرآن و حدیث کے مطابق یاجوج ماجوج آج کسی جگہ قید ہیں۔ قیامت کے قریب عیسیٰ السلام کے زمانے میں ظاہر ہوں گے اور اپنی دانست کے مطابق روئے زمین پر کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ یاجوج ماجوج کے چہرے چوڑے اور موٹے، آنکھیں چھوٹی، بال سیاہ ہوں گے۔

حضرت ابن حرملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کہہ رہے ہو جب دشمن نہیں رہا، حالانکہ تم لوگ ہمیشہ اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے

رہو گے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج نکل آئیں گے۔ چوڑے چہروں والے، چھوٹی آنکھوں والے، سرخی مائل سیاہ بالوں والے ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ ان کے چہرے چمڑا ابھری ڈھال جیسے موٹے ہوں گے (رواہ احمد طبرانی)۔

یہ تھا یاجوج اور ماجوج کا قصہ۔

حضرت عیسیٰؑ کے آنے سے پہلے بہت بڑے بڑے فتنے آئیں گے۔ لیکن بعد میں کچھ عرصہ تک دنیا میں سکون آجائے گا۔

ان کا قصہ پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ دنیا میں کوئی بلا آئی ہوئی ہے اور تباہی مچا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے بچائے۔ آمین۔